مدیر کے نام

رئیس الاسلام، کراچی

۱۔ رسالے کے مضامین نہایت ادق ہوتے ہیں اور عموماً خشک اور اکتا دینے والے۔ ایک عام ذوق رکھنے والے آدمی کے لیے اس میں کوئی مواد نہیں ہوتا ہے۔ رسالہ دینی معلومات کے ساتھ دلچسپ بھی بنایئے۔

۲۔ جن کتابوں پر تبصرہ ہوتا ہے وہ بازار میں نہیں ملتیں۔ ایسی کتابوں پر تبصرہ فضول ہے۔

ترجمان: ۱۔ جو پرچہ کثیرالاشاعت ہو اس کا ہر مضمون ہر قاری کے لیے یکساں سہل ہونا مشکل ہے۔ کوشش یہی ہوتی ہے کہ زبان آسان ہو۔ اگر اشاعت ایک سال میں ۵ سے بڑھ کر ۲۵ ہزار ہوگئی ہے تو آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ یہ رسالہ نہ ایسا ہے جو خشک اور اکتا دینے والا ہو، نہ ایسا کہ عام ذوق رکھنے والے کے لیے اس میں کوئی مواد نہ ہو، یا یہ ایک خاص طبقہ کے لیے ہو۔

۲۔ تبصرہ کا مقصد یہ نہیں کہ ہر قاری کتاب خریدے، بلکہ کتاب خریدے بغیر بھی اس کا علمی افق وسیع ہوگا۔

اکرام قریشی، سیالکوٹ

رسائل و مسائل میں سوال باریک عبارت میں اور جواب ذرا موٹے الفاظ میں لکھا جاتا ہے جو ایک تکلف ہی ہے۔ اگر سوال کے شروع میں "س" اور جواب کے شروع میں "ج" کے حروف لکھ دیے جائیں تو قاری کو باریک اور موٹی عبارت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مولانا مرحوم و مغفور کے اپنے دور میں ایسا ہی تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ گذشتہ ایک دو ماہ کے ترجمان میں، میں نے دیکھا ہے کہ مولانا مودودی رحمتہ اللہ علیہ کے نام پر رحمتہ اللہ علیہ کا مخفف بھی نہیں لکھا جا رہا۔ پہلے تو میں نے یہ گمان کیا کہ شاید سہواً ایسا ہوگیا ہے مگر اب ستمبر ۹۵ کا شمارہ دیکھ کر مجھے یقین ہوگیا ہے کہ یہ دعائیہ الفاظ بالارادہ نہیں لکھے جا رہے۔ آیندہ اپنی تحریروں میں مولانا مرحوم و مغفور کے لیے دعائیہ احترام کے الفاظ پورے یا کم سے کم ان کا مخفف ضرور استعمال کریں۔

آپ ترجمان سے متعلق اپنے دور کی خوبیاں تو ہر شمارہ میں دیتے ہیں، کیا آیندہ شمارہ میں ہماری گزارشات کا بھی کوئی ذکر ہو سکتا ہے؟

ترجمان: ۱۔ رسائل و مسائل میں ٹائپ کا فرق اور 'ج' 'س' کا استعمال اکثر ایڈیٹوریل بورڈ میں زیر بحث

آتا رہا ہے۔ ہر دفعہ ٹائپ کے فرق کے حق میں فیصلہ ہوا ہے۔ یہ ٹائپ ڈیزائن کا معروف طریقہ ہے' سوالات' اقتباسات اور فٹ نوٹ کے لیے۔ رسائل و مسائل کی کتابیں بھی اسی طرز پر کتابت ہوتی ہیں۔

۲۔ میرے بھائی' اللہ تعالیٰ نے بدگمانی سے بچنے کا حکم بھی تو دیا ہے' اور نبی کریم ؐ نے ایاکم و الظن ، ان الظن اکذب الحدیث ارشاد فرمایا ہے۔ آپ نے رح کے مسئلے پر تین صفحات لکھ دیے ہیں' اور بے شمار سوئے ظن اور قیاس پر مبنی الزامات عاید کر دیے ہیں۔ پہلے تو آپ سوال کر لیتے کہ رح کیوں نہیں لکھ رہے؟ پھر جواب سے اطمینان نہ ہوتا تو خیالات کے گھوڑے دوڑاتے۔ کم سے کم احکام الٰہی اور آداب اخوت کا تقاضا تو یہی ہے۔ خصوصاً جب آپ نے ایک دو ماہ ہی سے "رح" کو مفقود پایا ہے۔ چنانچہ بغیر تحقیق آپ کو میرے ارادے کا علم ہو گیا کہ یہ الفاظ بالارادہ نہیں لکھے جا رہے۔ تمام بزرگان کے لیے استعمال ہوتا ہے تو مولانا مودودی کے لیے کیوں نہ ہو۔ جب مسلسل لکھا جا رہا ہے اور دو ماہ سے مفقود ہے تو یقیناً کوئی خاص وجہ ہوگی۔ پس یہ "دعائیہ الفاظ' احترام کے الفاظ سے لکھنے سے باز رہیں"' "ستم ظریفی ہے"' کسر شان سمجھتے ہیں (دو ماہ پہلے نہ سمجھتے تھے) "مولانا کے ساتھ یہ زیادتی وائے ناکامی"۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے موجودہ کمپوزنگ کی مشین میں "رح" کے الفاظ نکالنے کا کوئی مناسب انداز نہ تھا' بہت فاصلے سے اور بعد میں آتے تھے۔ اب ان سے کہا گیا ہے کہ اس کا انتظام کریں۔ جب تک وہ نہیں کرتے' ادارتی بورڈ نے فیصلہ کیا کہ کسی کے نام کے ساتھ بھی نہ لکھے جائیں۔ اس لیے کہ یہ نہ فرض ہے نہ سنت' مستحب اور اپنے دل کی آواز ہے۔

غازی الدین احمد' کراچی

"میں ایک درخت ہوں" (نومبر ۹۵) کے زیر عنوان آپ نے اللہ تعالیٰ کی صنعت و حکمت کی کارفرمائی کی جھلکیاں جس اسلوب اور پیرایہ میں دکھائی ہیں اس کو پڑھ کر میں عش عش کرتا رہ گیا۔ اور میرا وجدان سجدہ ریز ہو گیا۔ ایسا ہی ایک مضمون محترم رضی احمد صاحب صدیقی "میں کہ زندگی ہوں" (ستمبر ۹۴) کے عنوان سے تحریر کر چکے ہیں' جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ میرا خیال ہے' ترجمان میں ایسے اچھوتے انداز اور نئی جہت لیے ہوئے مقالے پہلی مرتبہ شائع ہو رہے ہیں۔

راجہ بشیر عثمانی' ریاض' سعودی عرب

آپ نے جس محنت اور جانفشانی سے "ترجمان القرآن" کو ایک مثالی مجلہ بنایا ہے اس کے لیے ہماری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مزید زور قلم دے۔ "ترجمان القرآن" کے مطالعہ سے نہ صرف موجودہ حالات سے آگاہی ہوتی ہے بلکہ بہت سارے سوالات جو ذہن میں پیدا ہوتے رہتے ہیں ان کے جوابات بھی مل جاتے ہیں۔ اس کا معیار ہر طرح سے بلند ہے۔ تمام مضامین بہت محنت سے لکھے گئے ہیں اور خاص کر اشارات کی تو بات ہی کیا۔ وطن سے دور رہتے ہوئے جب بھی ترجمان القرآن ہاتھوں میں پہنچتا ہے اس کو پڑھ کر ایک نیا جذبہ اور ولولہ ملتا ہے۔ ہماری دعائیں نیک تمنائیں اور بہت سی امیدیں آپ سے وابستہ ہیں۔ اللہ کرے پوری ہوں۔